قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ ابن ماجہ)

سوادِ اعظم
ہفت روزہ
لاہور

باعثِ تکریم
اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ
مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی
بیادگار
سید الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا
سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی
زیر سرپرستی عالیہ
تاج العلماء حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد عمر صاحب نعیمی محدث کراچی
ناظم ... غلام قطب الدین احمد نعیمی ...

مدیر مسئول
حکیم سید غلام معین الدین
نعیمی (کاکاخیل)
مقام اشاعت
نعیمی دواخانہ - لال کھوہ
موچی گیٹ - لاہور

فی پرچہ ٦ پیسے

جلد ۷ | ۱۳- ماہ صفر المظفر ۱۳۸۳ھ | جمعۃ المبارک | ۵- جولائی سنہ ۱۹۶۳ء | شمارہ ۵

حمد باری تعالیٰ جل جلالہ

از صابر آرسی کراچی

تیرا جلوہ ہے سو بسو یا الٰہی — ہر اک شے میں ہے تو ہی تو یا الٰہی
شجر اور حجر کلمہ پڑھتے ہیں تیرا — ہے تیری ثنا کو بکو یا الٰہی
گل و غنچہ و شاخ و برگ و ثمر میں — عیاں ہے ترا رنگ و بو یا الٰہی
غفورٌ، رحیمٌ، مجیبٌ، کریمٌ — علیمٌ، خبیرٌ ہے تو یا الٰہی
ہے اول ہے آخر ہے ظاہر ہے باطن — غرض ہے فقط تو ہی تو یا الٰہی
ہے تو بیکسوں بے نواؤں کا مولیٰ — ہر اک کا سہارا ہے تو یا الٰہی
دکھا دے مجھے روضۂ شاہ بطحا — ہے مدت سے یہ آرزو یا الٰہی

دعا ہے کہ محشر میں آئے یہ صابر
ترے روبرو سرخرو یا الٰہی

نعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

روز ازل سے ہے مجھے شوقِ وصالِ مصطفےٰ — رہتا ہے قلب ہر نفس محوِ خیالِ مصطفےٰ
حاشیۂ کلام حق طرزِ خصالِ مصطفےٰ — وحی خدا ہے ذوالمنن شہدِ مقالِ مصطفےٰ
چہرہ و رخ نظر جبیں ابرو و زلف و خال و خط — نیر و نجم و کہکشاں بدر و ہلالِ مصطفےٰ
رنگ شفق سے ہے عیاں قوس و قزح میں ہے نہاں — شانِ جلالِ مصطفےٰ عکسِ جمالِ مصطفےٰ
للہ یہ کمال بصر رکھتے ہیں سر پہ تاجور — خاکِ نعالِ مصطفےٰ نقشِ نعالِ مصطفےٰ
حاصل صدمات ہے حاصل صد حیات ہے — شام فراقِ مصطفےٰ صبح فراقِ مصطفےٰ
جسم حسیں کا سایہ بھی محو جمال سے کہاں — پیش کرے تو کیا کرے کوئی مثالِ مصطفےٰ
میری نماز ہے یہی وجہ حیات ہے یہی — لب پہ مدامِ نبی دل میں خیالِ مصطفےٰ

صابر بے نوا کا ہے دین یہی یقین یہی
عشقِ شہِ نبی الفتِ آلِ مصطفےٰ

بے سایہ و سائبانِ عالم

س: حضور اکرم سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح تمام اجسام و اجرام کثیفہ و لطیفہ کے لئے سایہ و ظل ہوتا ہے مگر آپ کے نہ تھا آپ کی ابتدائے آفرینش سے لے کر لقائے رب العلمین تک کسی وقت بھی سایہ و ظل نہ تھا فقیر کہتا ہے کہ یہ معجزہ میں نے کسی ایسی قابل اعتماد کتاب جس میں محدثین نے اسناد صحیحہ کے ساتھ بیان کیا ہو نہیں دیکھا اور کسی صحاح و سنن کی مروج کتاب میں کسی سے نہیں سنا کہ اس کا ثبوت بیان کیا ہو۔ البتہ اہل سیر و مغازی اسے بیان کرتے ہیں محدثین کے نزدیک ان کا جو مرتبہ ہے معلوم ہے لہذا جس کسی کو بھی اہل علم سے اس کا از روئے سند صحیح کسی کتاب صحیح و حسن سے ثبوت ہو بیان فرمائیں۔ اور اس کا اجر فقیر کی طرف سے خدا کے حضور پائیں؟

ج: حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا بطریق خصوصیت و اعجاز سایہ و ظل نہ ہونے کا ثبوت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت و احوال کی کتب معتبرہ میں منقول و مروی ہے چنانچہ کتاب سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد میں ہے کہ ذکوان فرماتے ہیں۔ کہ لم یر لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الحکیم سورج کی روشنی میں دیکھا نہ چاند کی روشنی میں کسی نے دیکھا۔ اسے حکیم ترمذی نے بیان کیا اور کہا کہ اس کی علت یہ ہے کہ تاکہ کوئی کافر سایہ کو پامال نہ کرے کیونکہ اس میں ذلت و اہانت ہے اور ابن سبع اپنی کتاب خصائص میں فرماتے ہیں کہ ان ظلہ صلے اللہ علیہ وسلم کان لایقع علی الارض وانہ کان نوراً وکان اذا مشی فی الشمس او القمر لایظہر لہ الظل یعنی بلاشبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر پڑتا ہی نہ تھا۔ کیونکہ آپ نور تھے اور جب آپ سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر ہی نہ ہوتا۔

اور علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ ولم یکن لہ صلے اللہ علیہ وسلم ظل فی الشمس ولا قمر رواہ الحکیم عن ذکوان وقال ابن سبع کان صلے اللہ علیہ وسلم نوراً فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لایظہر لہ ظل قال غیرہ ویشہد لہ قولہ صلے اللہ علیہ وسلم فی دعائہ اللہم اجعلنی نوراً انتہی یعنی سورج یا چاند کی روشنی میں حضور کا سایہ نہ پڑتا۔ اسے حکیم نے ذکوان سے روایت کیا اور ابن سبع کہتے ہیں کہ حضور نور تھے جب سورج و چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ دوسروں نے اس کے سوا کہا کہ اس کی شہادت و ثبوت خود حضور کی اپنی یہ دعا ہے کہ اے خدا مجھے نور بنا دے۔

اور صاحب کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف بالسیرۃ الحلبیہ فرماتے ہیں کہ وانہ اذا مشی فی الشمس او فی القمر لایکون لہ صلے اللہ علیہ وسلم ظل لانہ کان نوراً

ذخیرۂ کتب :- سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش :- محمد احمد ترازی

یعنی حضور کی شان یہ ہے کہ جب آپ سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نہ ہوتا کیونکہ آپ نور تھے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

اور کتاب سیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ میں ہے ولم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر لانہ کان نورًا رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وروی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج قال ابن سبع کان صلی اللہ علیہ وسلم نورًا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل لان النور لا ظل لہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورًا۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج یا چاند کی روشنی میں نہ تھا اس لئے کہ آپ نور تھے اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا اور ابن مبارک وابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا جب بھی حضور سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو آپ کی ضیاء سورج کی روشنی پر غالب رہتی اور جب بھی آپ چراغ کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو چراغ کی روشنی پر آپ کی روشنی غالب ہوتی۔ ابن سبع کہتے ہیں کہ حضور نور تھے جب آپ سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا اس کی دلیل میں حضور کی یہ دعا پیش کی کہ اے خدا مجھے نور بنا دے۔

کتاب روضۃ الاحباب کے فضیلت بست ونہم میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ایسا نورانی تھا کہ جب بھی آپ آفتاب یا ماہتاب میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا اور احادیث میں جو اعضاء وجوارح کے نورانی بنانے کے لئے حضور کی دعا مروی ہے اور اس کے آخر میں ارشاد ہے اللّٰھم اجعلنی نورًا وہ اس عدم ظل کی مؤید ہے۔ اسی طرح مدارج النبوۃ وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔

اور حضرت شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا کیونکہ زمین محل کثافت ونجاست ہے اور آپ کا سایہ آفتاب کی روشنی میں دیکھا ہی نہیں گیا انتہےٰ۔

یہ تمام کتابیں لائق اعتماد اور قابل استناد ہیں اور کتب حدیث تمام حدیثوں کی متکفل نہیں ہے اور نہ کسی امر کا ثبوت ان کتابوں کی روایتوں پر موقوف ہے۔ جیسا کہ ماہرین علم حدیث پر پوشیدہ نہیں ہے۔

اس کے باوجود فضائل اعمال ومناقب میں اسناد میں تشدد اور احوال رواۃ میں تفحص ائمہ حدیث کے نزدیک ضروری نہیں ہے۔

ابن الاثیر "جامع الاصول" کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ وقال احمد ابن حنبل اذا روینا عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی الحلال والحرام والسنن والاحکام تشددنا فی الاسانید واذا روینا عنہ فی فضائل الاعمال وما لا یضع حکمًا ولا یرفعہ تساہلنا فی الاسانید انتہیٰ۔ یعنی امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم حلال وحرام اور سنت وغیرہ روایت کرتے ہیں تو ہم اس کی سندوں میں شدت اختیار کرتے ہیں اور جب ہم اعمال کی فضیلت اور وہ امر جس میں کوئی حکم نہ ہو یا جس سے کوئی حکم مرتفع ہوتا ہو روایت کرتے ہیں تو ہم اسناد میں تساہل کر جاتے ہیں۔

اہل فہم وبصیرت کے لئے اسی قدر حوالہ جات اور ثبوت قویہ کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار

من رانی فقد رای الحق

سوال:۔ حدیث مبارک من رانی فقد رای الحق کے کیا معنی ہیں؟

جواب:۔ اس حدیث مبارک کے معنی یہ ہیں کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا حقیقتاً اس نے مجھے ہی دیکھا یعنی امر ثابت وواقعی کو دیکھا کہ میں ہی اس کے خواب میں جلوہ آرا تھا۔ کیونکہ شیطان دیکھنے والے کی صورت متخیلہ میں میری شکل اختیار نہیں کر سکتا تو۔ لہذا جس نے مجھے خواب میں دیکھا در حقیقت اس نے مجھے ہی دیکھا۔ اس کا احتمال ہی نہیں ہے کہ شیطان صورت مرئیہ میں میرا متمثل ہو کر آئے۔ صحیح بخاری کی [illegible] حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں [illegible] کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ حضور فرماتے ہیں من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتکوننی (جس نے مجھے خواب میں دیکھا بلا شبہ اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا)۔

اسی حدیث مبارک کے تحت شرح مشکوٰۃ میں السید فرماتے ہیں کہ اے رأی الامر الثابت الحق الذی ہو انا یرجع الی معنی قولہ فقد رانی (یعنی امر ثابت وواقعی کو دیکھا کہ وہ میں ہی تھا اسی طرف بھی رانی کے معنی کا اشارہ ہے)

اور امام النووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں فقد رای الحق ای الرؤیۃ الصحیحۃ واللہ اعلم۔

رؤیت الٰہی بچشم سر

سوال:۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب معراج میں تشریف لے گئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ عز وجل کو دیکھا یا نہیں اگر دیکھا تو چشم ظاہر سے دیکھا یا دیدۂ دل سے؟

جواب:۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج جناب عز اسمہ کو بقول صحیح چشم سر سے دیکھا۔ اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ میں اختلاف مشہور ہے لیکن مذہب جمہور اور مؤید برہان منصور یہ کا یہی قول مذکور ہے۔ سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ سیدنا ابن مسعود اور سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے اس قول کے جواب میں مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ انہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یر اللہ لیلۃ الاسراء وان المرئی المذکور فی الآیتین ہو جبرئیل علیہ السلام والجمہور علی انہ رآہ فقیل بفوادہ دون عینہ وقیل بعینہ وہو الصواب یعنی یہ دونوں فرماتے ہیں کہ حضور نے شب معراج اللہ کو نہیں دیکھا اور سورۂ نجم کی دونوں میں جو رؤیت کا ثبوت ہے اس میں جبرئیل علیہ السلام کی رؤیت ہے۔ حالانکہ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ اب اس میں ایک قول یہ ہے کہ یہ دیدار دیدۂ دل سے تھا نہ کہ چشم سر سے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ چشم سر تھا اور یہی درست ہے۔

اور روح البیان اور کشف الاسرار میں کہتے ہیں وقال بعضہم رآہ بقلبہ دون عینہ وہذا خلاف السنۃ والمذہب الصحیح انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رای ربہ بعین رأسہ یعنی بعضوں کا یہ قول کہ آپ نے دیدۂ دل سے دیکھا نہ کہ چشم سر سے یہ سنت اور مذہب صحیح کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کو چشم سر سے دیکھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ان محمدًا رای ربہ لیلۃ المعراج بلا شبہ حضور نے شب معراج اپنے رب کا دیدار کیا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ اب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سناتا ہوں کہ آپ نے کہا بعینہ رآہ رآہ حضور نے چشم سر سے اپنے رب کو دیکھا دیکھا یہاں تک امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا سانس ختم ہو گیا وقال الخطیب فی تفسیرہ وحاصل المسئلۃ ان الصحیح ثبوت الرؤیۃ وہو ما جری علیہ ابن عباس حبر الامۃ وہو الذی یرجع الیہ فی المعضلات وقد راجعہ ابو عمر ابن الخطاب فاخبرہ انہ رآہ وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ اعلم۔

مکمل اجزاء سے

معجون و شربت اور عرقیات

ٹھیک ویرچون خرید فرمائیں

ہمارا مال دیکھ کر آپ خود تسلیم کریں گے کہ پاکستان بھر میں بہترین مال واجبی قیمت پر ہم پہنچاتے ہیں

صرف ایک یہی ادارہ ہے

نعیمی دواخانہ رجسٹرڈ بازار لال کھوہ موچی گیٹ —— لاہور

نماز کے ضروری مسائل

(از صوفی مشتاق احمد نقشبندی متوطن کوٹلی لوہاراں مغربی۔ ضلع سیالکوٹ [illegible] لاہور)

سوال :- قضا نمازیں جلد ادا کرنا لازم ہیں یا دیر سے ادا کرنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب :- قضا نمازیں جلد سے جلد ادا کرنا لازم ہیں اور دیر سے ادا کرنے میں بہت حرج ہے۔ کیونکہ دیر ہی کرتے کرتے نہ معلوم کس وقت موت آ جائے۔ ایک دن کی قضا نمازیں ادا کرنا کوئی مشکل امر تو نہیں۔ اول قضا ہونے سے ہر ممکن صورت سے بچنا از حد ضروری ہے اور اگر غفلت اور کوتاہی سے قضا ہو گئیں تو ادا کرنے میں جلد سے جلد کرنا از حد ضروری ہے۔

سوال :- ایک دن کی قضا نمازوں کی رکعتوں کی تعداد کتنی ہوتی ہے؟

جواب :- ایک دن کی قضا نمازوں کی تعداد رکعت بیس ہوتی ہے۔ یعنی فجر کے فرضوں کی دو رکعت۔ ظہر کے فرضوں کی چار رکعت۔ اسی طرح عصر کی چار رکعت فرض مغرب کی تین رکعت۔ عشاء کی چار رکعت فرض اور تین وتر۔ وتر چونکہ واجب ہوتے ہیں اس لئے وتر کی قضا بھی لازم ہے۔

سوال :- قضا نمازوں کے ادا کرنے کا کونسا وقت ممنوع ہے اور کس وقت میں ادا کی جا سکتی ہیں؟

جواب :- نفل قضا نمازوں کو سوائے طلوع و غروب آفتاب و زوال کے وقت (کہ ان اوقات میں سجدہ حرام ہے) باقی ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ پہلے ادا کرنی اور غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے بھی نماز پڑھنی منع ہے اور اگر ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا ہو یا غروب نہ ہوا ہو لیکن یقینی امکان ہو، کہ نماز فجر ادا کروں گا تو پہلی یا دوسری رکعت میں یا سلام سے پہلے سورج طلوع ہونا، یا غروب ہونا شروع ہو جائے گا تو ایسی صورت میں طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے ادا کرنی بھی منع ہے۔ اسی طرح زوال کا وقت شروع ہونے کے قریب ہو اور یہ یقین ہو کہ قضا نماز ادا کروں گا تو سلام پھیرنے سے پہلے یا پہلی یا دوسری رکعت میں زوال کا وقت شروع ہو جائے گا تو ایسی صورت میں زوال سے پہلے بھی قضا نماز ادا کرنا منع ہے۔ کیونکہ ادائیگی سے پہلے پہلے زوال کے وقت ہونے کا یقینی امکان ہونے پر رکعتوں کے سجدے بھی زوال میں ہوں گے اور سجدوں کا زوال یا طلوع اور غروب آفتاب کے وقت کرنا سخت منع ہے۔

سوال :- طلوع اور غروب آفتاب اور زوال کے وقت نفل پڑھنے منع ہیں یا جائز اور ایسی صورت میں طلوع و غروب اور زوال سے پہلے نفل پڑھنے جائز ہیں جب کہ یہ امکان ہو کہ نفلوں کے دوران میں طلوع و غروب ہونا اور زوال کا وقت شروع ہو جائے گا۔

جواب :- طلوع اور غروب آفتاب اور زوال کے وقت ہر قسم کے نوافل پڑھنے قطعی منع ہیں۔ طلوع اور غروب آفتاب اور زوال کے وقت سے پہلے بھی ہر قسم کے نوافل منع ہیں۔

سوال :- دن رات کی پانچ نمازیں اگر قضا ہو گئی ہوں اور اس کے علاوہ بالغ ہونے کے بعد کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو تو یہ دن رات کی پانچ نمازیں دوسرے دن کس طرح ادا کرے اور نیت کس طرح کرے۔

جواب :- بالغ ہونے کے بعد سوائے ایک دن رات کی نمازوں کے اور کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو تو پہلے فجر کی ادا کرے بعد میں ظہر عصر۔ مغرب پھر عشاء کی تاکہ ترتیب سے ادا ہوں اور ایک دن رات گذشتہ قضا نمازوں کی نیت اس طرح کرے :-

دو رکعت نماز قضا فرض فجر کل کی منہ طرف کعبہ شریف کے۔ چار رکعت نماز قضا فرض ظہر کل کی۔ اسی طرح عصر و مغرب و عشاء کی۔ عشاء کے وقت تین رکعت قضا وتر واجب کل کے کے۔

سوال :- اگر چند سالوں یا بہت سالوں کی نمازیں مکمل قضا ہوں یعنی چند سال یا عمر کا کافی حصہ بعد بالغ ہونے کے ترک نمازیں گذرا ہو تو اس صورت میں نمازیں کس طرح ادا کرے اور نیت کس طرح کرے۔

جواب :- ایسی صورت میں اختیار ہے کہ چند سالوں یا کئی سالوں کی فجر کی سب نمازیں قضا ادا کر چکنے کے بعد پھر ظہر کی سب نمازیں ادا کرے۔ اور ظہر کی سب ادا ہونے کے بعد عصر کی اور عصر کی سب ادا ہونے کے بعد مغرب کی اور مغرب کی سب ادا ہونے کے بعد عشاء کی۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء کی ساتھ ساتھ ادا کرتا جائے۔ یعنی ایک فجر کی قضا ادا کی تو اس کے بعد ظہر کی ادا کی۔ ظہر کے بعد عصر و مغرب و عشاء کی۔ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں ادائیگی کا اختیار ہے۔ ایسی صورت میں چونکہ سینکڑوں یا ہزاروں نمازیں فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء کی ترک ہوئی ہیں تو ان کی نیت اس طرح ہو گی مثلاً سو بار یا ہزار بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں کہے کہ سب سے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی ہے ہر دفعہ یہی کہے۔ یعنی جب ایک ادا ہوئی ہے تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ دوسری بار فجر کی نیت پھر اسی طرح کرے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کرے سب نمازیں ایک ساتھ ساتھ ادا کرنے کی صورت میں ان کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں۔ زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ ادا کرے۔ کاہلی نہ کرے۔ جب تک فرض ذمہ ہے نفل قبول نہیں ہوتا۔

سوال :- اگر قضا نمازیں ادا نہ کرے اور نفل پڑھتا رہے۔ تو کیا یہ نفل قبول ہوں گے یا نہیں یا نفل پڑھنے سے قضا نمازیں ادا ہوں گی یا نہیں؟

جواب :- جب تک فرض ذمہ باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا اور نفل نمازیں قضا نمازوں کا بدل نہیں بن سکتیں۔

س :- غروب آفتاب سے کتنے منٹ پہلے نماز سابقہ ادا کر سکتا ہے اور کیا اسی دن کی نماز عصر غروب آفتاب کے وقت ادا کرنی جائز ہے؟

ج :- غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے سابقہ نماز قضا چاہے وہ کسی فجر کی ہو یا ظہر کی ہو۔ سابقہ عصر ہو ادا کر سکتا ہے۔ لیکن ادا کرنے کی صورت میں جب کہ یہ یقین ہو کہ ادا کرنے تک بیس منٹ سے پہلے کم وقت غروب میں نہ رہ جائے گا۔ تب ادا کر سکتا ہے اور اس دن کی عصر کی نماز کو سورج کے زرد یعنی پیلا ہونے تک دیر کرنا مکروہ ہے۔ اور مکروہ وقت غروب آفتاب سے بیس منٹ رہ جانے پر ہے۔ باقی قضا نمازیں غروب آفتاب کے وقت ادا کرنی منع ہیں۔ اس دن کی نماز عصر بھی بیس منٹ پہلے پڑھنی مکروہ وقت سے بچنا ہے غروب سے بیس منٹ سے پہلے عصر کی نماز ادا کر لینا ایسی صورت میں کہ ختم کرنے کے بعد بیس منٹ رہ جائیں۔ اس دن کی عصر کی نماز غروب آفتاب کے وقت جائز ہے حتے المقدور نماز عصر کو مستحب وقت میں پڑھنا چاہیئے۔ اور وہ وقت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک گھنٹہ پہلے ہے۔

س :- اگر کسی شخص کے ذمہ تیس چالیس سال کی نمازیں واجب الادا ہوں اس نے اپنے ضروری کاموں کے علاوہ جن کے بغیر گذر نہیں کاروبار ترک کر کے پڑھنا شروع کیا اور پکا ارادہ کر لیا کہ کل نمازیں ادا کر کے آرام لوں گا اور نمازیں قضا ادا کرتے کی صورت میں ایک مہینہ یا ایک ہی دن کے بعد اس کا انتقال اگر ہو جائے اور ابھی قضا نمازیں ادا سمجھی جاویں گی یا اس پر بوجھ رہے گا۔ انتقال کا مطلب کہ نماز ادا کرتے کرتے انتقال ہوا یا نماز کا سلام پھیرتے یا اس کے بعد بیمار ہو کر انتقال ہو گیا ایسی صورت میں نمازیں ادا سمجھی جائیں گی۔

مذکورہ بالا صورت کے ماتحت اور حالت میں ایک مہینہ یا ایک ہی دن یا دن کے کسی حصہ میں اس کا انتقال ہو جاتے تو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت کاملہ سے اس کی سب نمازیں ادا کر دے گا۔

جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اسے رستہ میں موت آ جاوے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ثابت ہو چکا۔ یہاں مطلق فرمایا۔ گھر سے اگر ایک ہی قدم نکالا اور موت نے آ لیا تو پورا کام اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ وہاں نیت دیکھتے ہیں۔ سارا دارومدار حسن نیت پر ہے۔

غلط مسائل اور اُن کی عقلی دلائل سے اصلاح

صوفی مشتاق احمد نقشبندی متوطن کوٹلی رہاراں مغربی۔ ضلع سیالکوٹ حال لاہور

غلط مسئلہ ۵ اگر کوئی شخص حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا سچا رسول مانے زبان سے کلمہ طیب پڑھے دل سے ان کی رسالت ہو کی تصدیق کرے لیکن کمالات و اختیارات اور شانِ رسالت کا زبان اور دل سے منکر ہو۔ تو ایسا شخص بوجہ اقرارِ رسالت کے جہنم میں ہرگز نہ جائیگا بلکہ جنت نصیب ہوگا اگرچہ شان و اختیاراتِ رسالت جو مولےٰ کریم کی طرف سے ملے ہوں۔ ان کا منکر ہو۔

اصلاح :۔ یہ مسئلہ مکمل غلط ہے۔ اور صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سچا رسول زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق سے تسلیم کرتا ہو۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے آپ کو جو شان و کمالات و فضائل اور اختیارات عطا کئے ہیں اس کو بھی زبان اور دل کی تصدیق سے تسلیم کرتا ہو۔ تب وہ شخص جہنم سے بچے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ ورنہ صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے اور آپ کی شان و کمالات و اختیارات کے انکار سے وہ شخص کافر اور باغی کے حکم میں داخل ہونے کے باعث جہنم میں ہمیشہ کے لئے داخل کیا جائے گا اور جنت اور انعاماتِ آخرت سے مکمل محروم ہوگا۔ کیونکہ شان اور اختیارات رسالت کا انکار دراصل رسالت کا انکار ہے۔ اور ایسا شخص رسالت کا اس طرح منکر سمجھا جائے گا۔ جیسے کہ سکھ ہندو آریہ یہودی عیسائی منکرِ رسالتِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اب عقلی دلیل سے یہ مسئلہ واضح کئے دیتا ہوں۔ اگر کوئی شخص مملکت کا باشندہ ہونے کی صورت میں زبان سے یہ اقرار تو کرے کہ ہمارے ملک کے صدر محمد ایوب صاحب ہیں۔ اور دل سے ان کے صدر مملکت پاکستان ہونے کی تصدیق کرے۔

لیکن جب اس شخص سے یہ پوچھا جاوے کہ آپ پاکستان کا اعلیٰ حاکم تو صدر ایوب صاحب کو تو مانتے ہو۔ کیا اُن کے اختیارات اور درجات کے بھی قائل ہو۔ تو وہ جواب میں یہ کہے۔ کہ میں صرف ان کو پاکستان کا صدر مانتا ہوں لیکن ان کے کسی اختیار کا قائل نہیں۔ وہ معمولی سے معمولی اختیار بھی نہیں رکھتے۔ جیسے کہ تلی کو حکومت میں معمولی اختیار نہیں۔ ایسے صدر صاحب کو بھی نہیں، نہ وہ کسی مجرم کو سزا دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی وہ کسی قوم و ملک و مذہب کے خیر خواہ کو انعامات سے نوازنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ ان کی حیثیت اگرچہ صدر کی ہے مگر اختیارات میں عام پبلک کی طرح ان کو بے اختیار سمجھتا ہوں۔ تو ایسا شخص موجودہ حکومت کے نقطہ نظر کے ماتحت صدر صاحب کا باغی اعظم اور منکرِ صدر سمجھا جائے گا صدر کے منکر اور اختیارات صدر کے منکر میں حکومت کوئی فرق نہ سمجھے گی۔ ان ایسے شخص کو توہین اور انکارِ اختیارات صدر کے تختۂ دار پر چڑھائے گی۔

یہ سمجھ کر کہ اگرچہ زبان سے تو صدر پاکستان کو حاکم پاکستان تسلیم کر رہا ہے مگر اختیارات صدر کو منکر ہونا ثابت کرتا ہے کہ وہ ان کا دل سے مخالف ہے۔ اور اُن کے خلاف سازشوں میں مصروف کار یقیناً رہتا ہوگا۔ یہ بلا تشبیہ مثال سمجھانے کے لئے دی ہے۔ ایسے ہی حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرنا اور کلمہ پڑھنا مگر حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات و اختیارات و شان کا منکر ہونا دراصل رسالتِ مصطفےٰ کا منکر ہونا ہوگا۔ اور ایسا شخص باغی رسول ہونے کی وجہ سے جنت سے قطعی محروم رہے گا اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے داخل کیا جائے گا۔ حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و کمالات و اختیارات کا انکار کرنا دراصل قرآن کریم کو جھوٹا سمجھنا اور حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مقدسہ کو جھوٹا سمجھنا ہے۔ اور اختیاراتِ مصطفےٰ کا انکار جب رسالت کا انکار ہی ہوا۔ تو ایسا شخص کس طرح جنت کا حق دار ہو سکتا ہے۔ اور جہنم کے عذاب سے بچ سکتا ہے۔

غلط مسئلہ ۶ ایک شخص دن رات علم عبادت میں مصروف رہتا ہو۔ پانچ وقت کا باجماعت نمازی ہو، ارکان اسلام کا پابند ہو، حقوق العباد میں بھی مکمل ہو، اعمال صالحہ کی کثرت میں مصروف ہو، ممنوعات زنا شراب خوری جھوٹ ڈاکہ اور ہر جرم کبیرہ سے بچتا ہو۔ صدقات و خیرات میں بھی صفِ اول میں ہو، ایسا شخص اگر حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم اور انبیائے عظام کی ادنیٰ یا زیادہ توہین کرے۔ تو بوجہ کثرت اعمال صالحہ اور علم و فضل اور عبادت ہی کثرت مصروفیات کے باعث ایسے شخص کی توہین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور توہین انبیائے عظام کو مولےٰ کریم معاف فرما دے گا۔ اور جنت میں اسے داخل کرے گا اور جہنم سے محفوظ رکھے گا۔

اصلاح :۔ یہ مسئلہ سرتاپا مکمل غلط ہے صحیح یہ ہے اور صحیح مسئلہ یہ ہے، اعمال صالحہ کا پابند علم و عبادت میں مصروف رہنے والا شخص اگر توہین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور توہین انبیا کرے تو تمام اعمال صالحہ عبادتیں، علم و فضل کی مصروفیات اور اشاعت علم کے　　اللہ تعالےٰ مکمل بوجہ توہین کے برباد اور ضائع کر دے گا۔ اور ان اعمال صالحہ کی بدولت توہین معاف نہ کرے گا۔ بلکہ توہین کی وجہ سے تمام عبادتیں اور اعمال ضائع کرکے ایسے شخص کو جہنم میں ہمیشہ کے لئے داخل کرے گا۔ اور دردناک سزاؤں میں ہمیشہ مبتلا رکھے گا۔ اور بوجہ اعمال صالحہ توہین کی سزا میں کوئی معمولی رعایت بھی نہ کی جاوے گی۔

جیسے کہ پاکستان کی حکومت کا باشندہ یا کسی حکومت اور ملک کا کوئی باشندہ اپنے ملک کے حاکم کے جاری کردہ قوانین کی تا زندگی تعمیل کرتا رہے اور کسی معمولی یا اہم قانون میں ان کی مخالفت نافرمانی کی صورت میں تا زندگی نہ کی ہو۔ اور واٹر ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، انکم ٹیکس، سیل ٹیکس اور ہر قسم کا ٹیکس جو ملک کے مروجہ قانون کے ماتحت بنتا ہو، وہ پورے کا پورا ادا کرتا ہو۔ رشوت اور اثر و رسوخ کو استعمال کرکے وہ ان ٹیکسوں میں کمی یا مکمل معافی سے بھی تا زندگی بچا ہو، حکومت کے ہر قانون کو استعمال میں لاکر اپنے کام مختلف سرکاری محکمہ جات سے حل کراتا ہو، سفارش اور رشوت کو کام میں نہ لاتا ہو۔

اور اس شخص نے حکومت کے ہر قانون کی عملی تعمیل کی ہو مگر اس مذکورہ اوصاف کے اختیار کرنے کی صورت میں یہ شخص اپنی حکومت کے صدر اور حاکم اعلےٰ کی توہین کا مرتکب ہو۔ حکومت کے صدر کا دلی مخالف ہو، جس کا عملی ثبوت سی۔ آئی۔ ڈی سٹاف کے عملہ اراکان نے تحقیقات سے بہم پہنچا لیا ہو۔

کہ یہ شخص صدر حکومت اور حکومت کا تختہ الٹنے کی کوششوں اور سازشوں میں محرک اور شریک کار رہا ہے یا رہتا ہے اور ایک ایسی جماعت خفیہ تنظیم سے تیار کر رہا ہے جو کہ حاکم وقت اور حکومت کو بڑے سے بڑے نقصان سے دوچار کر دے تو ایسا شخص حکومت وقت فوری گرفتار کرکے مقدمہ چلائے گی اور اپنی تحقیقات کو ثبوت میں پیش کرکے اسے صحیح مجرم ثابت کرکے دردناک سزا دے گی تختہ دار کی سزا سے تو کسی صورت میں بھی کم سزا نہ دے گی۔ اور اس کی دیگر قوانین میں حکومت کی مکمل فرمانبرداری کرنا اور صدر حکومت کے قوانین کے خلاف نہ کرنا۔ ہر قسم کے ٹیکس ادا کرنا، سب اعمال اس شخص کو اس دردناک سزائے موت یا ساری عمر قید سے ہرگز ہرگز نہیں بچا سکیں گے اور حکومت ان کی تا زندگی فرمانبرداریوں کے سبب سزا میں رعایت نہ کرے گی۔ بلکہ ایسے مجرم کی جو کوئی سفارش کرے گا۔ کہ ایسا شخص جو ساری عمر قوانین حکومت کی پابندی کرتا رہا ہے۔ اگر اس نے صدرِ حکومت اور حکومت کا تختہ باغیانہ رنگ میں الٹنے کی کوشش کی ہے۔ تو اس جرم کو بوجہ سابقہ فرماں برداریوں کو معاف کر دیا جائے اور اسے سزا نہ دی جاوے۔ بلکہ فرماں برداریوں کے باعث حکومت اس کو انعامات سے نوازے۔ تو ایسے شخص کی سفارش کرنے والے کو بھی حکومت باغی کی امداد کے جرم میں اسی سزا سے آسے نوازے گی۔ جو کہ اس باغی کے لئے تھی ایسے ہی اعمال صالحہ کے تا زندگی پابند رہنے والے کی بوجہ توہین مصطفےٰ اور توہین انبیاء کوئی رعایت نہ کی جاوے گی۔ بلکہ باغی سمجھ کر جہنم میں ہمیشہ کے لئے ڈالا جاوے گا اور جنت سے محروم رہے گا۔ اور سب سے بڑی سزاؤں سے دوچار کیا جائے گا۔

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت

از مولانا ابوالفیض قلندر علی صاحب سہروردی

برادران دین۔ یہ دشوار گزار وقت جس سے ہم گزر رہے ہیں۔ اعتقاد و عمل کے لحاظ سے نہایت خطرناک اور فتنہ و فساد کا وقت ہے۔ ہر طرف سے بہلا وے بے تہذیب دین اور تزئین اسلام اہل طریق سنت کا برتاؤ نام کے مسلمانوں کو معاذ اللہ عار ہو گیا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ وہ وقت جس کی نسبت بنی الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا۔ جب طریق ہدایت اور سنت پر عمل کرنے والے کو اجر پچاس صحابی کا اور اس وقت طاعنین کے طعن پر صبر اختیار کرنے والے کو اجر سو شہیدوں کا ملے گا۔ یہی وقت ہے حدیث صحیح میں وارد ہے کہ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهيد۔ ایسے وقت ہیں کہ بدعات اور فتنے نمودار ہوں علمائے دین پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کریں۔ اور بے راہ رو انسانوں کو تبلیغ دین فرمائیں۔ وہ باتیں جو آج کل خلاف سنت مروج ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ایک ڈاڑھی منڈانا اور حد مسنون کے خلاف ترشوانا بھی ہے۔ جس کی مذمت اور ممانعت کتاب اللہ اور احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قول و فعل صحابہ کرام و آئمہ اہل بیت عظام و تابعین اور تمام سلف و خلف صالحین سے ثابت اور محقق ہے مگر چند سال ہوئے جب کہ بعض فیشن پرست علمائے سوء نے ڈاڑھی کی شرعی حیثیت کو واضح کرنے میں اپنے خود ساختہ استدلال سے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ ڈاڑھی کے بال تو در کنار ان کے ساتھ ٹھوڑی کی کھال بھی اتروا دینا جائز قرار دے دیا۔ اور میدان حجامت و شیو میں نوک قلم نے وہ جوہر دکھائے کہ ڈاڑھی کے ساتھ مسنون مونچھوں کے چند بال بھی مقتول ہو کر رہ گئے۔ کسی نے فرمایا کہ شریعت میں ڈاڑھی کی کوئی اصل نہیں۔ کسی نے لکھا کہ یہ ایک اختیاری فعل ہے اس پر کوئی شرعی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ کوئی بولا کہ شرع شریف میں اس کی کمزوری اس رو سے واضح ہے کہ کسی حکم میں اس کا اندازہ ذکر نہیں ہوا۔ یہ ایک چہرہ کی خوبصورتی کا کبھی معیار تھی۔ لیکن اب نہیں۔ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ ڈاڑھی بیچاری کی وہ گت ہوئی کہ بڑے بڑے سرکش حجاموں کی روحیں بھی اس علمی اُسترے کی روانی سے کانپ اٹھیں اور نفسانی شوخی پہ الامان پکارنے لگیں گو بعض علمائے ربانی نے اس بدعت کے خلاف آواز اٹھائی۔ مگر اس کا حشر صرف یہ ہوا کہ کون سنتا ہے آواز طوطی کی نقار خانے میں۔ مسلمانوں کی ذہنیت اس قدر بگڑی کہ اس سنت سے انتہائی تنفر پیدا ہو گیا۔ تازہ واقعہ ہے کہ ایک مسلمان پابند شرع بیرسٹر صاحب جو اپنے احباب سے ہیں اور جن کو خداوند عالم نے پیروی سنت لحیہ کی توفیق عطا فرما رکھی ہے اپنے ایک متمول دوست آغا صاحب کی ملاقات کو تشریف لے گئے وہ دوست ان کو آج سے چند سال قبل ولائت نصاریٰ کی گلیوں میں دیکھ چکے تھے۔ جب کہ منہ پر سیاہ بالوں کا ریش کی صورت میں پیدا ہونا دونوں کے نزدیک روسیاہی کے مترادف تھا۔ اب چہرہ پر ریش مسنون دیکھ کر بے تحاشا پکار اُٹھے۔ کہ ارے میاں یہ ڈاڑھی کیوں بڑھائی ہے انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ سنت رسول اللہ ہے خان صاحب بولے کہ میاں ان دقیانوسی خیالات کو ترک کرو۔ یہ سنت کوئی ضروری نہیں اگر آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی دنیا میں موجود ہوتے تو وہ بھی منڈایا کرتے یہ بیرسٹر صاحب بیچارے اپنے دوست کی یہ ملحدانہ جسارت دیکھ کر دم بخود واپس چلے آئے اور آئندہ ایسے احباب کی ہم نشینی سے توبہ کر گئے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ ایسے مسلمان بانئے اسلام روحی فداہ امی وابی کی جانب سے ایسے الفاظ منسوب کرنے میں کیوں شرم نہیں کرتے۔ اور اگر ان کو مذہب سے بغض و عناد کی یہ حد ہو چکی ہے تو ایسے مسلمانوں کو کونسی چیز مجبور کرتی ہے کہ وہ دنیوی تعلقات میں مجبور ہو کر اسلام کا قلادہ گلے میں رکھیں۔ اور بدنام کنندۂ اسلام ہوں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

آج کل دنیا بھر کی مسخری اس سنت ریش کے لئے وقف ہو چکی ہے جہاں دو چار ڈاڑھی منڈوں میں ایک پابند سنت جا پھنسا۔ پھر تو یہ بھلی نہ سنت کی خیر ہے نہ سنت منانے والے کی۔ ایک بولتا ہے آؤ خاصے بی کیسے آئے۔ دوسرے نے کہا میاں یہ منہ پہ لگا جنگلات کیوں بنا رکھا ہے۔ تیسرے نے کہا استاد سے پہ کوڑا کرکٹ رہ جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہوں لے دوست حقیقت یہ ہے کہ حسن کی خوبصورتی ڈاڑھی منڈانے ہی میں دو چند ہو جاتی ہے افسوس صد افسوس کہ یہ گلشن اسلام کی نئی پود اس مرتدانہ شوخی سے کام لیتی ہے کہ گویا ان کے نزدیک اسلام یا سنت بانئے اسلام کا احترام کوئی چیز ہی نہیں ان کے لئے اتباع ہے تو ایمان انگلینڈ کا۔ مذہب ہے تو اخباری پراپیگنڈے یا درہم و دنانیر کا اور اسوہ ہے تو کرزن آنجہانی کا۔ فرانس میں ایک آدمی چھینکتا ہے تو یہ اسی طرح چھینکنے کو اپنا فطرتی حق سمجھتے ہیں انگلینڈ سے اگر مونچھیں ڈاڑھی اور چار ابرو کی صفائی کا نمونہ ملتا ہے تو یہ اس کی اطاعت فرض جانتے ہیں۔ مگر تاجدار کونین محمد رسول اللہ کی سنت ان کی نئی تہذیب کے نزدیک دیہاتی کے مترادف سمجھی جاتی ہے درحقیقت یہ اس مغربی تعلیم کا اثر ہے جو مسلمانوں میں رائج ہے جس میں اخلاق محاسن کے نشوونما کا کوئی باب نہیں ہم ایک جدید تعلیم یافتہ مسلمان کا تصور جب آنکھوں میں لاتے ہیں تو ایک ضعیف البصر، نحیف الجثہ، کمزور دل، محروم الجنس اور اپنے تمام قومی و مذہبی شعار و خصوصیات سے متنفر انسان کی مکروہ تصویر سامنے پھر جاتی ہے جس کے اندر شریعت حقہ کا استخفاف و استہزا، دوسری جماعتوں سے کہیں زیادہ اور نفسانی جسارت حدود اللہ کے خلاف بڑھ کر ہے۔ دوسری جماعتوں میں اگرچہ غفلت شدید تھی۔ مگر معصیت کاری جرأت و جسارت کی حد تک نہ پہنچی تھی۔ اس طبقہ کے اندر غفلت کی بجائے جسارت اور اعتراف گناہ کی جگہ انکار و استہزا اور مذہب سے کھلم کھلا مجادلہ پایا جاتا ہے۔ ایک چیز غفلت اور تساہل ہے اور ایک انکار و سرکشی بلا شبہ دوسری جماعتوں میں ہزاروں اشخاص ایسے موجود ہیں۔ جن میں نفسانیت کے باعث معاصی و جرائم کی کثرت ہو گئی ہے اور ان پہ غفلت نے ایک دینی موت طاری کر رکھی ہے۔ تاہم ان میں ایک فرد بھی ایسا نہ ملے گا۔ جو احکام الہیہ کا صریح مضحکہ اڑاتا ہو۔ اور خدا اور رسول علیہ السلام کے حکموں کی بے باکانہ استہزا کرتا ہو۔ مگر یہ متمدن طبقہ ایسے لوگوں سے پُر دیکھا گیا ہے جو علانیہ اوامر اسلامیہ کو ٹھکراتے اور احکام الہیہ کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ کاش یہ مسلمانی کے مدعی اس مسئلہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تابعدار ثابت ہوتے اور اپنی صداقت مذہبی جانتے ہوئے تاجدار کائنات صلعم کے ارشادات اور اعمال کا کچھ احترام کرتے۔

اس امر کی سمجھ نہیں آتی کہ آخر اس فیشن پرست مسلم کو کونسی چیز ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے سے باز رکھتی ہے۔ لو گو ایک وقت آنے والا ہے۔ جب یہ سب کچھ کرا دھرا رہ جائے گا اور نجات صرف بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نامی پر ہی مل سکے گی۔ قبر میں پہنچ کر یہ راز منکشف ہو گا کیہ دستور العمل کیا تھا۔ اور قبر کا کونہ جنت کے باغوں سے کوئی باغ ہے یا کسی بلڈنگ کا سجا ہوا ہال کمرہ یا دوزخ کے گڑھوں سے ایک گڑھا ہے۔

مسلمانو۔ جس نام کو خدا کے سامنے پیش کر کے رحمت طلب کرتے ہو۔ آؤ آج اس نام کی عظمت کو دل میں جگہ دو۔ اور قیامت کی حاضری کو یاد کر کے کم از کم ظاہری صورتیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ بناؤ۔ ممکن ہے کہ ظاہر کا اصلاح یافتہ ہونا باطن کو بھی درست کر دے یہ وہ زینت ظاہرہ ہے جس کا قبول زینت باطنہ کا باعث ہے اس لئے کہ جتنے احکام ظاہرہ شریعت مطہرہ کے ان کا امتثال اور برتاؤ انوار لطائف باطنہ کا موجب ہے اس واسطے کہ انوار باطن اعمال و افعال ظاہرہ کے آثار و نتائج ہیں جو شخص کہ اس کا ظاہر شریعت مصطفویہ علیہ السلام کے مخالف اعمال سے ملوث ہو اور دعوے پاکیزہ قلبی اور باطن منور ہونے کا کرے سراسر کذاب اور بیہودہ گو ہے

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

فہمائش

جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے مسلمانوں میں گناہ کی جسارت بڑھ رہی ہے اور دن بدن ہمسایہ اقوام کے طرز زندگی سے مانوس ہو کر بدی کی جانب زیادہ مائل ہو رہے ہیں۔ مسلم تو اتنا شرک زدہ اور کفر پسند نہ تھا جتنا کہ اس لیے

(باقی)

نماز میں امامت کا مستحق کون ہے؟

امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو اگرچہ باقاعدہ عالم نہ ہو لیکن کم سے کم نماز اور طہارت کے احکام و مسائل سے واقف ہو اور اسے اتنا قرآن یاد ہو جو مسنون طریقہ پر پڑھا جاتا ہے اور اس کے عقائد میں کچھ خرابی نہ ہو جو وہ فحش باتوں سے پرہیز کرتا ہو۔ اس کے بعد وہ شخص زیادہ مستحق ہے جو علم تجوید یعنی قرأت سے واقف ہو اور قرآن مجید کے حروف مخارج سے ادا کرتا ہو، اور اگر محفل میں کئی شخص ان خصوصیات کے حامل ہوں۔ تو فضیلت اس کو دی جائے گی جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔ اور جس کی عمر زیادہ ہے۔ اور جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گزرا ہے۔ اور جس کے اخلاق و اطوار اچھے ہوں اگر ان خصوصیات میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ مستحق ہے۔ جو تہجد کی نماز پڑھتا ہے۔ اور صاحب وجاہت ہے۔ اور نسب کے لحاظ سے بھی افضل ہے۔ اور اگر کسی مسجد میں چند اشخاص مساوی حیثیت کے ہوں۔ تو ان میں سے کثیر جماعت نے کسی نااہل کو منتخب کیا۔ تو بڑا کیا لیکن وہ گناہگار نہ ہوئے۔

اور اگر کسی مسجد میں امام مقرر ہے۔ تو امامت کا وہی مستحق ہے۔ اگرچہ حاضرین میں اس سے زیادہ قابلیت کے آدمی موجود ہوں۔

اور اگر کسی مکان میں جماعت قائم ہوتی۔ اور صاحب خانہ کے اندر امامت کی شرطیں موجود ہیں۔ تو وہی امامت کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اگرچہ اور آدمی اس سے زیادہ علم رکھتے ہوں۔ اور اس سے زیادہ قابل ہوں۔ ہاں مناسب صورت یہ ہے۔ کہ اگر حاضرین میں زیادہ قابل آدمی موجود ہیں۔ اور تقویٰ و پرہیزگاری میں افضل ہیں۔ تو صاحب خانہ کو یہ چاہیئے۔ کہ ان سے امامت کے لیے درخواست کرے۔ اس میں اس کا اعزاز ہے۔ اور کوئی توہین نہیں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے ایک مکان کرایہ پہ لے رکھا ہے۔ اور اس میں مالک مکان اور کرایہ دار اور مہمان بھی موجود ہیں۔ تو کرایہ دار زیادہ مستحق ہے۔ اور اگر کسی مسجد میں بادشاہ اور امیر اور قاضی جمع ہوتے۔ تو امامت کا بادشاہ مستحق ہے۔ اور اس کے بعد امیر مستحق ہے۔ اور پھر قاضی مستحق ہے۔ اس کے بعد صاحب خانہ مستحق ہے۔

اور اگر کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی شرعی وجہ سے ناراض ہوں۔ تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر ناراضی کسی شرعی وجہ سے نہیں ہے۔ تو پھر اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں۔

اور امام کا یہ اولین فرض ہے کہ جماعت کے آرام کا خیال رکھے یعنی اس قدر طویل نماز نہ کرے۔ کہ لوگ پریشان ہو جائیں۔ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

اور بدعقیدہ آدمی جس کی بدعقیدگی کفر تک نہ پہنچی ہو۔ اور فاسق معین جیسے شرابی، جواری، زناکار اور سود خوار ایسے آدمیوں کو امام بنانا معصیت اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔ اور غلام اور دیہاتی اور نابینا اور ولد الزنا اور بیوقوف کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت اس وقت ہے جب کہ اس محفل میں ان سے بہتر آدمی موجود ہوں۔ اور اگر ان سے بہتر کوئی آدمی موجود نہ ہو تو پھر ان کی امامت میں کوئی کراہت نہیں وہ یقیناً امامت کے مستحق ہیں اور نابینا آدمی کی امامت میں تو بہت ہی خفیف کراہت ہے اور جس آدمی کو کم نظر آتا ہو وہ بھی نابینا کے حکم میں شامل ہے۔

اور کوئی سمجھدار آدمی کسی نماز میں عورت کی اقتدا نہیں کر سکتا ہاں اگر صرف عورتوں کی جماعت ہے تو ان میں سے جو قابل عورت ہے وہ ان کی امام بن سکتی ہے لیکن جو عورت امامت کا فرض ادا کرنا چاہتی ہے وہ مردوں کی طرح آگے کھڑی نہ ہو بلکہ اسے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیئے۔

اور اگر جنازے کی نماز میں عورت ہی امام اور عورتیں ہی مقتدی ہوں تو اس جماعت میں کوئی کراہت نہیں بلکہ اگر جنازے کی نماز میں عورت مردوں کی امامت کرے تب بھی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی لیکن مردوں کی نماز نہیں ہوگی۔ اور جس کی بدعقیدگی حد کفر تک پہنچ گئی ہو اس کے پیچھے سرے سے نماز ہی نہیں ہوگی۔ ایسوں کا امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا باطل ہے۔

اگر مجنون آدمی جنون کی حالت میں ہے تو امام نہیں ہو سکتا اور اگر اس کے ہوش و حواس درست ہیں تو امام ہو سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں ہے تو اس کی امامت صحیح نہیں۔

اور جس شخص کو پورا قرآن یا قرآن کا کچھ حصہ یاد ہے وہ امی کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر کوئی شخص امی ہے تو وہ امی کی اقتدا کر سکتا ہے اور جس شخص کو قرآن مجید کی کچھ آیتیں یاد ہیں مگر وہ حروف صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا اور اس طرح پڑھتا ہے کہ معنی فاسد ہو جاتے ہیں وہ بھی امی کے مثل ہے یعنی کوئی قابل آدمی اس کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ اور امی کا یہ فرض ہے کہ رات دن کوشش کر کے اپنے الفاظ صحیح کرے ورنہ وہ بھی معذور نہیں سمجھا جائے گا۔

آج کل عام طور پر ہزاروں آدمی اس مصیبت میں گرفتار ہیں کہ قرآن مجید کے الفاظ غلط پڑھتے ہیں اور اپنی غلطی کو دور کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خود ان کی نمازیں بھی صحیح نہیں ہوتیں۔ دوسروں کی نمازیں تو کیا ان کی اقتدا میں صحیح ہوں گی۔ یہ افسوس کی بات ہے دنیاوی کاموں میں تو صد درجہ مصروفیت اور دین کے کاموں میں یہ بے پروائی حق تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

اور جس شخص کا ستر کھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہو سکتا۔ اور جن کے پاس ستر چھپانے کے لئے کپڑے نہیں ہیں ان کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ الگ الگ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھیں ان کے لئے جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

اور جو شخص رکوع و سجود سے عاجز ہے یعنی وہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع و سجود نہیں کر سکتا۔ اور محض اشارے سے کام لیتا ہے اس کے پیچھے اس شخص کی نماز نہیں ہوگی جو رکوع و سجود پر قادر ہے اور اگر کوئی شخص بیٹھ کر رکوع و سجود کر سکتا ہے تو اس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز ہو جائے گی۔

اور اگر دو شخصوں نے اس طرح نماز پڑھی کہ ہر ایک نے امامت کی نیت کی تو نماز ہو جائے گی اور اگر ہر ایک نے اقتدا کی نیت کی تو دونوں میں سے ایک کی بھی نماز نہ ہوگی۔

اور جن نمازوں میں قصر واجب ہے جب ان کا وقت ختم ہو جائے گا تو ان میں کوئی مسافر کسی مقیم کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ خواہ مقیم نے وقت ختم ہونے پر شروع کی ہو یا وقت کے اندر شروع کی ہو اور نماز ختم ہونے سے پہلے وقت ختم ہوا ہو ہاں اگر مسافر نے مقیم کے پیچھے نیت باندھ لی اور نیت باندھنے کے بعد وقت ختم ہوا تو اس صورت میں اقتدا صحیح ہے اور جس شخص نے وضو کیا وہ تیمم کرنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں

اور اشارے سے نماز پڑھنے والا اپنے مثل کی اقتدا کر سکتا ہے مگر جب کہ امام لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھتا ہو اور مقتدی کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارے سے پڑھتا ہو تو اس صورت میں اقتدا صحیح نہیں ہوگی اس وجہ سے کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارے سے پڑھنے والا امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

اور اگر امام نے بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط باقی رہ گئی جس سے اس کی امامت صحیح نہیں ہوئی تو اس کا اولین فرض ہے کہ وہ مقتدیوں کو اس بات سے مطلع کر دے خواہ فوراً اعلان کر دے یا کسی سے کہلا بھیجے یا خط کے ذریعے سے مطلع کرے اطلاع پانے کے بعد مقتدیوں کو چاہیئے کہ اپنی اپنی نماز کا اعادہ کر لیں۔

بعض بیوقوف آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ بلا غور و فکر نماز پڑھا دیتے ہیں اور جب انہیں یاد آتا ہے کہ وضو نہیں ہے تو شرم کی وجہ سے اس بات کو ظاہر نہیں کرتے اور اپنی غفلت کی پردہ پوشی کرتے ہوئے دوسروں کی نمازیں خراب کرتے ہیں یہ افسوسناک امر ہے۔

جماعت کی فضیلت

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجے افضل ہے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح طہارت کرے اور پھر مسجد میں جائے تو حق سبحانہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک نیکی مرحمت فرماتا ہے اور اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا جس شخص نے کامل وضو کیا اور مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھی حق سبحانہٗ تعالیٰ اس کے بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جس شخص نے چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھی اور تکبیرِ اولیٰ فوت نہیں ہونے دی اس کے لئے دو آزادیاں ہیں ایک تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا دوسرے نفاق کی مصیبت میں گرفتار نہیں ہو گا۔ اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ جو شخص چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھے گا اور پاک و صاف ہو کر مسجد میں جائے گا تو حق سبحانہٗ تعالیٰ اس کے درجے بلند کرے گا۔ اور اسے نارِ جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ اور حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں ایک دن حق تعالیٰ کی تقدیس و تمجید بیان کر رہا تھا۔ دفعتہً روح الامین ظاہر ہوئے اور کہا لئے محمدؐ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جو شخص آپ کی امت میں سے ہمیشہ پاک و صاف رہے گا۔ اور جماعت سے نماز پڑھے گا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے ذوق و شوق کے ساتھ انتظار کرے گا وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں اسے نارِ جہنم اور دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھوں گا۔ اور اس کا درجہ بلند کروں گا اور اس کی خطائیں معاف کروں گا جو ایسا عبادت گزار اور متقی اور پرہیزگار ہے وہ عزت و احترام کے ساتھ زندہ رہے گا اور عزت و احترام کے ساتھ مرے گا۔ اور اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح کوئی بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں امام صالح جزائری لکھتے ہیں پرہیزگار آدمیوں کے گناہوں کی معافی کا جو تذکرہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جو غلطیاں سرزد ہو جائیں گی وہ معاف کر دی جائیں گی اور یہ ظاہر ہے کہ خطا اور لغزش سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن فجر کی نماز کے بعد حضور سرورِ عالم نے فرمایا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ ہر وقت پاک و صاف رہنا اور جماعت سے نماز پڑھنا افضل ترین سعادت ہے جو شخص اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مسجد میں آتا ہے اور جماعت سے نماز پڑھتا ہے اس کے مدارج میں ترقی ہوتی ہے اور وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص اچھی طرح وضو کر کے مسجد کو جائے اور لوگوں کو اس حالت میں پائے کہ وہ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں یعنی جماعت ختم ہو چکی ہے تب بھی حق سبحانہٗ و تعالیٰ اسے جماعت سے نماز پڑھنے والوں کی برابر ثواب مرحمت فرمائے گا اور جماعت والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو گی۔

اور حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم جب عشاء کی نماز میں اور فجر کی نماز میں زیادہ مجمع دیکھتے تھے تو خوش ہوتے تھے اور فرماتے تھے یہ دونوں نمازیں منافقین پر بھاری ہیں یعنی عشاء کے وقت اور صبح کے وقت ان کو اپنے مکان سے مسجد تک آنا ناگوار گذرتا ہے۔

اور حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں ان کو اچھا سمجھتا ہوں جو اپنا آرام چھوڑ کر خدا کی عبادت کے لئے مسجد میں آتے ہیں اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور نمازِ جماعت کی فضیلت لوگوں کو معلوم نہیں ورنہ وہ سراپا ذوق بن جاتے ہیں۔ اور دو شخصوں کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بمقابلہ تنہا نماز پڑھنے کے افضل ہے اور جتنے آدمی جماعت میں شامل ہوں وہ سب حق تعالےٰ کے نزدیک محبوب ہیں۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے گویا پوری رات قیام کیا۔ اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدہ فرماتے ہیں کہ جماعت سے نماز پڑھنا افضل ترین کارنامہ ہے اس کے ظاہری فائدے یہ ہیں کہ اہلِ محلہ ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی اعانت اور دستگیری کرتے ہیں اور اس سے خاکساری اور انکسار پسندی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور امیر و غریب اور ادنیٰ و اعلیٰ ایک صف میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اور حضرت امام شیخ عبدہ مصری اپنی تصنیف برکاتِ اسلام میں تحریر فرماتے ہیں کہ "نماز باجماعت" کی تحریک سیاسی اور اخلاقی اعتبار سے بھی نہایت مفید ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ظہورِ اسلام سے قبل دنیا شخصیت پرستی اور جاہ پرستی کے عذاب میں گرفتار اور اس حقیقت کو فراموش کر دیا گیا تھا کہ بلحاظ انسان ہونے کے سب مساوی ہیں ہر جگہ اور ہر مقام پر امیر آدمی عزت و عظمت کے مالک بنے ہوئے تھے اور غریب آدمیوں کی زندگی کا مقصد بس اتنا تھا کہ وہ امیروں کی اطاعت و فرمانبرداری کریں جب اسلام ظاہر ہوا اور نماز باجماعت کی تحریک جاری ہوئی تو انسان پرستی اور جاہ پرستی کا طلسم ٹوٹ گیا اور حاکم و محکوم اور ادنیٰ و اعلیٰ سب مساوی الرتبہ قرار پا گئے پہلے یہ حالت تھی کہ امیر آدمی کی ہستی مرتبۂ انسانیت سے بالاتر سمجھی جاتی تھی اور اس کا ادب و احترام اولین فرض تھا۔ بعض تاریخوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ عہدِ جاہلیت میں امیر آدمیوں کے سامنے غریبوں کا بیٹھنا ممنوع ان کے سامنے بات چیت کرنا گناہ اور ان کے کسی کام پر ادنیٰ سا اعتراض بھی موجبِ قتل تھا جب اسلام کا آفتاب چمکا تو یہ تاریکی دور ہو گئی اور مساوات کی روشنی تمام دنیا میں پھیل گئی آپ ذرا مساجد میں جا کر اس بات پر غور کیجئے کہ نماز باجماعت کی تحریک میں سیاسی اعتبار سے کس قدر فائدہ ہے وہاں ادنیٰ و اعلیٰ اور بلند و پست اور امیر و غریب سب برابر ہیں وہ کسی کو مال و زر کی وجہ سے مرتبۂ انسانیت سے بالاتر نہیں جانتا اس کے نزدیک اگر کوئی چیز وجہِ احترام ہو سکتی ہے تو صرف تقویٰ اور حسنِ عمل ہے۔

ان فائدوں کو مدِ نظر رکھ کر کون عقلمند آدمی ہے جو نماز باجماعت کی تحریک سے انکار کرنے کی جرأت کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک ہمیشہ کامیاب رہے گی اور اس کے فائدے ظاہر ہوں گے۔ اس کے آغاز میں یہ فائدے نظر آتے ہیں کہ اہلِ عرب انصاف پسند ہو جاتے ہیں جاہ پرستی کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے اور انکسار پسندی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے عبادہ بن صامت اور صدیق اکبر اور عثمان ذوالنورین اور امام یمن اور بڑے بڑے ذی وجاہت آدمی غریبوں کی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنا عزیز ترین بھائی سمجھتے ہیں اور آج بھی یہ روح پرور نظارہ سامنے ہے کہ حجاز کا بادشاہ افغانستان کا امیر ٹرکی کا تاجدار اور ایران کا فرمانروا ایک ادنیٰ مزدور ایک حقیر سپاہی اور ایک غریب طالب علم کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہونے پر نازاں ہے اور اس کو کچھ اعتراض نہیں کہ فلاں غریب مسلمان میرے پاس کیوں کھڑا ہو گیا ان فائدوں کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ نماز باجماعت کی تحریک سے بہتر کوئی تحریک نہیں۔

جماعت ترک کرنے والوں کے لئے وعیدیں

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم ان اشخاص سے ناراض رہتے تھے جو بغیر کسی عذر کے جماعت میں شریک نہیں ہوتے تھے ایک دن حضور نے فرمایا میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ اپنی جگہ کسی کو امام مقرر کروں اور اس طرف سے مطمئن ہو کر کچھ لکڑیاں جمع کروں اور چند رفیقوں کو ساتھ لے کر ان لوگوں کے مکانوں پر جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور ان کے مکانوں کو آگ لگا دوں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور نے فرمایا، میں ان لوگوں سے خوش نہیں ہوں جو بلا کسی عذر کے جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور اگر مجھے بے گناہ عورتوں اور بچوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کے مکانوں میں آگ لگا دیتا یاد رکھو جماعت میں شریک ہونا منافقین کے لئے ناقابلِ برداشت ہے یا اور میں نہیں سمجھتا کہ جماعت کے فائدے معلوم کرنے کے لئے لوگ کیوں سستی سے کام لیتے ہیں اور ایک اور روایت میں ہے حضور نے فرمایا جو شخص اذان سنے اور بلا کسی عذر کے جماعت میں شریک نہ ہو اس کی نماز نہیں ہوتی اور عذر یہ ہے کہ یا تو وہ بیمار ہو یا اسے کوئی خوف ہو اور اگر کوئی عذر نہیں ہے تو اسے جماعت میں شریک ہونا چاہئے ورنہ اس کی نماز مقبول نہیں۔

اور حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ایک دن حضور سرورِ عالم ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں جلوہ افروز تھے جماعت ختم ہو چکی تھی دفعتہً ایک یمنی شخص حاضر ہوا اور نماز کی تیاری کرنے لگا جب وہ وضو سے فارغ ہوا تو حضور نے فرمایا تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو اس غریب کی مصیبت میں کام آئے حضرت ابوبکر نے پوچھا حضور اسے کیا تکلیف ہے فرمایا یہ جماعت کے ثواب سے محروم ہے میں چاہتا ہوں کہ ایک دو آدمی اس کے ساتھ

بقیہ۔ داڑھی کی شرعی حیثیت

علمائے سُوء کے فتووں نے اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے احکام سے نڈر کر دیا ہے ہر ایک کو اس کی مرضی کے مطابق غلافِ شرع فتوے مل جاتا ہے روز بروز مسلمانوں کو الحاد اور بے ہیرگاری سے دوچار کر رہے ہیں بنا رہا ہے جہاں کوئی نئی نئی داڑھی منڈا کر اور سر کو کنگھی کر کے کسی صلح کل مولانا صاحب کے درس میں پہنچے بس پھر کیا ہے تمام روایات اسلامی کی جڑوں پر کلہاڑی رکھنے کے قابل ہو گئے مولوی صاحب نے بدیں غرض ان سے سلوک برتا۔ کہ فی الحال ان پر تشدد نہیں ہونا چاہئیے۔ یہ مولفۃ القلوب مسلمان ہیں ایسا نہ ہو خلافِ ہوائے نفس و فیشن کوئی بات سنکر بھاگ جائیں اور ان کی جبین نیاز کسی پہلے ہی دن مسجد میں آنا بار معلوم ہونے لگے۔ مگر ان پر اثر الٹا پڑا۔ انہوں نے مسجد سے باہر نکل کر بحث و تمحیص کا بازار گرم کر دیا۔ جہاں تہاں عوام میں بیٹھنے کا موقعہ ملا۔ داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کے فیشن میں رہ کر زندگی گذارنے کے دلائل پیش کرنے لگے جب ان کی داڑھی تراش کر لقریر پر کوئی جواب دینے والا بھی سامنے ہو جاتے۔ تو پھر یوں فرمانے لگے۔ کہ جناب من اگر داڑھی کا منڈانا منع ہوتا تو ہم ہر روز فلاں مولوی صاحب کے درس میں شریک ہوتے ہیں وہ نہ فرماتے کہ منع ہے انہوں نے تین مرتبہ تو سارا سارا قرآن ہمیں سنا دیا ہے ہم نے داڑھی کا مسئلہ ان کے منہ سے نہیں سنا لہذا ہم تمہاری پرانی شریعت کو نہیں سننا چاہتے۔ جہاں تک غور کیا ہے اس رنگ میں اکثر مسلمانوں کی زندگی گذر رہی ہے جس کی تمام تر ذمہ داری ان صلح کل علماء کے کسی فیشن پسند اور صلح کل مولوی کے ستائے ہوئے اپنے دیرینہ دوست بابو دولت علی صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے کہ ایک مقام پر چند مسلمانوں میں مسئلہ ریش پر بڑی بحث ہوئی ہے جس سے میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر مسلمانی کا دعویٰ ہے تو مسلمان کو سارا مسلمان بننا چاہیئے یہ خلافِ شرع اعمال اور سنت شکن مسلمانی کے دعوے بیجا ایک بے معنی دعویٰ ہیں

وما علینا الا البلاغ

بقیہ۔ نماز میں امامت کا مستحق کون ہے

اس کے ساتھ نماز پڑھیں تاکہ یہ جماعت کے ثواب سے بہرہ اندوز ہو اس فرمان کو سنکر حضرت ابوہریرہ اس کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور سرورِ عالم نے فرمایا مسلمان بکری کی مانند ہے اور شیطان بھیڑئیے کی طرح ہے جب بکریاں اجتماعی حیثیت میں رہتی ہیں اور ان کی نگرانی کرنے والا ساتھ ہوتا ہے تو بھیڑئیے کے حملہ کا اندیشہ نہیں ہوتا اور جب بکری تنہا ہوتی ہے تو بھیڑیا آسانی سے قابو حاصل کر لیتا ہے پس تم جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔

خواجہ طاہر محمود صاحب کوریجہ

صدر پاک سنی تنظیم شیدانی شریف

خواجہ طاہر محمود صاحب کوریجہ صدر پاک سنی تنظیم شیدانی شریف خواجہ غلام فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خانوادے کے چشم و چراغ ہیں خواجہ غلام فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مٹھن کوٹ شریف میں ہے خواجہ طاہر محمود صاحب انتہائی حلیم الطبع، بردبار، ملنسار، اور خوش اخلاق انسان ہیں انہیں اوصاف کے سبب انہیں بیس سال کی مختصر عمر کے باوجود مرکزی دفتر سے کل پاکستان پاک سنی تنظیم کی صدارت پیش کش کی گئی۔ لیکن انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے سبب یہ ذمہ داری قبول کرنے سے معذرت چاہی۔

خواجہ صاحب نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ پاک سُنی تنظیم ملک کی وہ واحد جماعت ہے جس کا نصب العین حریتِ ملک و قوم کی خدمت، رواداری، اتحاد اور اخوت کو فروغ دینا ہے شیدانی شریف میں پاک سُنی تنظیم کی بنا خواجہ طاہر محمود صاحب نے ہی ڈالی ہے اسی جماعت کی پُرخلوص سرگرمیاں پورے ملک میں جاری ہیں خواجہ صاحب کو تاریخ اور ادب سے زیادہ شغف ہے

آپ کے رشحاتِ قلم ملک کے بلند پایہ رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کے ادبی لگاؤ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی ذاتی لائبریری میں چار ہزار گراں قدر کتب موجود ہیں اُن میں سے بیشتر کتابیں آج کل نایاب ہیں۔ خواجہ صاحب سے ملنے اور ان کی صحبت میں چند منٹ بیٹھنے والے اصحاب متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں آپ کی شیریں کلامی اور خوش اخلاقی سے ہر شخص گرویدہ ہے حالانکہ اور بردباری کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے تنازعہ کو باہمی افہام و تفہیم اور رواداری کے جذبے سے طے کر دیتے ہیں۔ ماخوذ از رہبر

داؤد خیل انجمن غوثیہ داؤد خیل کے زیر اہتمام مورخہ یکم تا ۳ جون بتقریب عرس شریف سہ روزہ عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے جس میں مندرجہ ذیل علمائے کرام تشریف لائے مولانا محمد رمضان صاحب رضوی، مولانا ناہر شل صاحب بادشاہ پور، صاحبزادہ سید محمود شاہ صاحب خطیب اعظم گجرات مولانا محمد فتح الدین صاحب جیلی،

بوریوالہ بتاریخ ۱۲ جون بروز ہفتہ اور بتاریخ ۱۴ جون بروز اتوار بالترتیب چک ۳۹۹ و چک ۳۲۵ علاقہ بوریوالہ میں جشن میلاد پاک میں حضرت مولانا سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب خطیب جامع اکبر غلہ منڈی بوریوالہ نے عصمت مقام مصطفٰے پر فاضلانہ انداز میں حاضرین سے خطاب فرمایا دونوں جلسے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئے۔ (نامہ نگار۔ بوریوالہ)

لائل پور ۱۴ جون ۱۹۷۰ء کو تمام علماء لائل پور کا اجلاس ہوا۔ جس میں جمیعۃ اتحاد اہل سنت و جماعت بریلوی کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اس کے سرپرست صاحبزادہ قاضی الحاج محمد فضل رسول صاحب صدر حضرت مولانا غلام رسول صاحب نائب صدر مولانا غلام محی الدین صاحب ناظم اعلےٰ مولانا افتخار الحسن شاہ صاحب نائب ناظم اعلیٰ مولانا بشیر احمد صاحب سیکرٹری صفدر علی چوہدری کوٹھی نمبر ۱۳۳ جناح کالونی لائل پور نائب سیکرٹری مولانا نسیم صاحب پروپیگنڈہ سیکرٹری سید عنایت اللہ شاہ صاحب، خزانچی حافظ محمد شفیع صاحب،

ڈیرہ غازی خاں ۱۸ جون ۱۹۷۰ء بوقت دس بجے رات واقع مسجد خواجگان بلاک ۱۲ زیر صدارت میاں اللہ بخش صدر پاک سنی تنظیم ڈیرہ غازی خاں خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں علامہ امیر القادری نے فضیلت انسان بیان کرتے ہوئے اس کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور غرباء، یتامٰی مساکین لوگوں کی طبی امداد کو فرض انسانی قرار دیا۔ اس کے بعد صدر صاحب نے شفاخانہ کی ضرورت اور اس کے مفاد بیان کئے چنانچہ شفاخانہ کو ملک کی سالمیت کا باعث قرار دیا۔ محمد دلی نے اس کی تائید کی بر اتفاق جملہ حاضرین یہ طے ہوا کہ پاک سنی تنظیم ڈیرہ غازی خاں کی جانب سے ایک مفت شفاخانہ تنظیم الحال افراد کی طبی امداد کے لئے شفاخانہ کھول دیا جائے۔

کراچی مرکزی جمیعۃ العلماء پاکستان کی طرف سے ایک پریس نوٹ جاری ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان سے شراب کی لعنت دور کرنے کے لئے عوام و خواص اور انجمن دیرانہ، حضرات علماء کرام کب سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ شراب جیسی ام الخبائث لعنت سے پاکستان کو پاک کیا جائے دیکھا گیا ہے کہ بعض ذمہ دار حضرات اس سلسلہ میں شاندار اعلانات تو فرماتے ہیں لیکن شراب کو قانونی ممنوع قرار دینے کے لئے ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا گیا جس کی رو سے بنانے والے پلانے والے پینے والے فروخت کرنے والے کاروبار کرنے والے سخت سے سخت سزا کے مستحق ہوں جن ممبران اسمبلی نے قانون بنانے کا مطالبہ کیا وہ بلاشبہ قابل تحسین ہیں مگر ہم ان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ انسداد شراب نوشی کے متعلق بلا توقف تجویز منظور کرائیں تاکہ پاکستان کے ہر حصے میں شراب کی لعنت کو دور کیا جائے۔ مشاورتی کونسل میں جو علماء ہیں وہ پوری قوت کے ساتھ شراب کے خلاف تجویز منظور کرائیں گے۔

(۲) ایک اور پریس نوٹ میں بتایا گیا کہ صدر مرکزی جمیعۃ العلماء پاکستان ایک وفد کے ساتھ کمشنر کراچی سے ملاقی ہوئے جس میں ماڈل کالونی کی پانی کی شکایت پیش کرکے اس کے ازالہ کی تدابیر کی طرف متوجہ کرایا۔

شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی بے مثال تصنیف

مَا ثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃِ

مع اردو ترجمہ

مَا النِّعَمُ عَلَی الْاُمَّۃِ

المعروف

ایامِ اسلام

مترجمہ مجاہد اسلام حضرت علامہ مفتی غلام معین الدین نعیمی

- ایام و ماہ کے بے بہا فضائل
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور
- معراج مبارک، گیارھویں حضور غوث پاک کا بیان ہے۔
- شہادت حسینی کریمین رضی اللہ عنہما کا صحیح تذکرہ
- شب برات، صیام رمضان اور عیدین اور
- تراویح اور ختم قرآن مجید پر مذہب حق کی پوری پوری تائید فرمائی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

قیمت چار روپے محصول ڈاک ۸۰ پیسے

ملنے کا پتہ:۔

مکتبہ سوادِ اعظم لال کھوہ موچی دروازہ لاہور

ذخیرہ کتب:۔ سید منور علی شاہ صاحب (امریکہ) پیشکش:۔ محمد احمد ترازی